مولانا الصفی الرحمن مبارکپوری

الرحیق المختوم

سیرت نبی پر دنیا بھر میں اول انعام حاصل کرنیوالی کتاب

المکتبة السلفیة لاہور

ہجرت کے ہراول دستے

جب دوسری بیعتِ عقبہ مکمل ہوگئی۔ اسلام، کفر و جہالت کے لق و دق صحرا میں اپنے ایک وطن کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوگیا ـــ اور یہ سب سے اہم کامیابی تھی جو اسلام نے اپنی دعوت کے آغاز سے اب تک حاصل کی تھی ـــ تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنے اس نئے وطن کی طرف ہجرت کر جائیں۔

ہجرت کے معنی یہ تھے کہ سارے مفادات تج کر اور مال کی قربانی دے کر محض جان بچا لی جائے اور وہ بھی یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جان بھی خطرے کی زد میں ہے۔ ابتدائے راہ سے انتہائے راہ تک کہیں بھی ہلاک کی جا سکتی ہے۔ پھر سفر بھی ایک مبہم مستقبل کی طرف ہے معلوم نہیں آگے چل کر ابھی کون کون سے مصائب اور غم و الم رُونما ہوں گے۔

مسلمانوں نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے ہجرت کی ابتداء کر دی۔ ادھر مشرکین نے بھی ان کی روانگی میں رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کیں کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ اس میں خطرات مضمر ہیں۔ ہجرت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے مہاجر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ابنِ اسحاق کے بقول بیعتِ عقبۂ کُبریٰ سے ایک سال پہلے ہجرت کی تھی، ان کے ہمراہ ان کے بیوی بچے بھی تھے۔ جب انہوں نے روانہ ہونا چاہا تو ان کے سسرال والوں نے کہا کہ یہ رہی آپ کی بیگم۔ اس کے متعلق تو آپ ہم پر غالب آگئے۔ لیکن یہ بتائیے کہ یہ ہمارے گھر کی لڑکی آخر کس بنا پر ہم آپ کو چھوڑ دیں کہ آپ اسے شہر شہر گھماتے پھریں؟ چنانچہ انہوں نے ان سے ان کی بیوی چھین لی۔ اس پر ابو سلمہ کے گھر والوں کو تاؤ آگیا اور انہوں نے کہا کہ جب تم لوگوں نے اس عورت کو ہمارے آدمی سے چھین لیا تو ہم اپنا بیٹا اس عورت کے پاس نہیں رہنے دے سکتے۔ چنانچہ دونوں فریق نے اس بچے کو اپنی اپنی طرف کھینچا جس سے اس کا ہاتھ اکھڑ گیا۔ اور ابو سلمہؓ کے گھر والے اس کو اپنے پاس لے گئے۔ خلاصہ یہ کہ ابو سلمہؓ نے تنہا مدینہ کا سفر کیا۔ اس کے بعد حضرت اُمّ سلمہؓ کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کی روانگی اور اپنے بچے سے محرومی کے

بعد روزانہ صبح صبح ابطح پہنچ جاتیں۔ (جہاں یہ ماجرا پیش آیا تھا) اور شام تک روتی رہتیں۔ اسی حالت میں ایک سال گذر گیا۔ بالآخر ان کے گھرانے کے کسی آدمی کو ترس آگیا اور اُس نے کہا کہ اس بیچاری کو جانے کیوں نہیں دیتے؟ اسے خواہ مخواہ اس کے شوہر اور بیٹے سے جُدا کر رکھا ہے۔ اس پر اُمِ سلمہؓ سے ان کے گھروالوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ۔ حضرت اُمِ سلمہؓ نے بیٹے کو اس کے ددھیال والوں سے واپس لیا اور مدینہ چل پڑیں۔ اللہ اکبر! کوئی پانچ سو کیلومیٹر کی مسافت کا سفر اور ساتھ میں اللہ کی کوئی مخلوق نہیں، جب تنعیم پہنچیں تو عثمان بن ابی طلحہ مل گیا۔ اسے حالات کی تفصیل معلوم ہوئی تو مشایعت کرتا ہُوا مدینہ پہنچانے لے گیا اور جب قُباء کی آبادی نظر آئی تو بولا "تمہارا شوہر اسی بستی میں ہے اسی میں چلی جاؤ اللہ برکت دے۔" اس کے بعد وہ مکّہ پلٹ آیا۔[1]

۲۔ حضرت صُہَیبؓ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو ان سے کفارِ قریش نے کہا: "تم ہمارے پاس آئے تھے تو حقیر و فقیر تھے۔ لیکن یہاں آکر تمہارا مال بہت زیادہ ہو گیا اور تم بہت آگے پہنچ گئے۔ اب تم چاہتے ہو کہ اپنی جان اور اپنا مال دونوں لے کر چل دو تو بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔" حضرت صہیبؓ نے کہا: "اچھا یہ بتاؤ کہ اگر مَیں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم میری راہ چھوڑ دو گے؟" انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت صہیبؓ نے کہا: اچھا تو پھر ٹھیک ہے، چلو میرا مال تمہارے حوالے ـــــ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہُوا تو آپ نے فرمایا: "صہیبؓ نے نفع اٹھایا۔ صہیبؓ نے نفع اٹھایا۔"[2]

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عیّاش بن ابی ربیعہ اور ہشامؓ بن عاص بن وائل نے آپس میں طے کیا کہ فلاں جگہ صبح صبح اکٹھے ہو کر وہیں سے مدینہ کو ہجرت کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ اور عیّاشؓ تو وقتِ مقررہ پر آگئے لیکن ہشامؓ کو قید کر لیا گیا۔

پھر جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچ کر قُباء میں اُتر چکے تو عیاشؓ کے پاس ابوجہل اور اس کا بھائی حارث پہنچے۔ تینوں کی ماں ایک تھی۔ ان دونوں نے عیّاشؓ سے کہا: "تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تمہیں دیکھ نہ لے گی سر میں کنگھی نہ کرے گی اور دُھوپ چھوڑ کر سائے میں نہ آئے گی۔" یہ سُن کر عیّاشؓ کو اپنی ماں پر ترس آگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھ کر عیّاشؓ سے کہا: "عیّاشؓ! دیکھو خدا کی قسم یہ لوگ تم کو محض تمہارے دین سے فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں؛ لہٰذا ان سے ہوشیار رہو خدا کی قسم اگر تمہاری ماں کو جوؤں نے اذیت پہنچائی تو وہ کنگھی کرلے گی اور اسے مکّہ کی ذرا کڑی دھوپ

---

[1] ابن ہشام ۱/۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰ [2] ایضاً ۱/۴۷۷

گی تو وہ سائے میں چلی جائے گی" مگر عیاش نہ مانے انہوں نے اپنی ماں کی قسم پوری کرنے کے لیے ان دونوں کے ہمراہ نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: "اچھا جب یہی کرنے پر آمادہ ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو۔ یہ بڑی عمدہ اور تیز رَو ہے۔ اس کی پیٹھ نہ چھوڑنا اور لوگوں کی طرف سے کوئی مشکوک حرکت ہو تو نکل بھاگنا۔"

عیاشؓ اونٹنی پر سوار ان دونوں کے ہمراہ نکل پڑے۔ راستے میں ایک جگہ ابوجہل نے کہا: "بھئی میرا یہ اونٹ تو بڑا سخت نکلا، کیوں نہ تم مجھے بھی اپنی اس اونٹنی پر پیچھے بٹھا لو"۔ عیاش نے کہا "ٹھیک ہے۔ اور اس کے بعد اونٹنی بٹھا دی۔ ان دونوں نے بھی اپنی اپنی سواریاں بٹھائیں تاکہ ابوجہل عیاشؓ کی اونٹنی پر پلٹ آئے، لیکن جب تینوں زمین پر آگئے تو یہ دونوں اچانک عیاشؓ پر ٹوٹ پڑے اور انہیں رسی سے جکڑ کر باندھ دیا اور اسی بندھی ہوئی حالت میں دن کے وقت مکہ لائے اور کہا کہ اے اہلِ مکہ! اپنے بیوقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو جیسا ہم نے اپنے اس بیوقوف کے ساتھ کیا ہے۔[۳]

عازمینِ ہجرت کا علم ہو جانے کی صورت میں ان کے ساتھ مشرکین جو سلوک کرتے تھے اس کے یہ تین نمونے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود لوگ آگے پیچھے پے در پے نکلتے ہی رہے چنانچہ بیعت عُقبۂ کُبریٰ کے صرف دو ماہ چند دن بعد مکہ میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ کچھ ایسے مسلمان ضرور رہ گئے تھے جنہیں مشرکین نے زبردستی روک رکھا تھا۔ ان دونوں حضرات (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ) کو بھی رسُول اللہ ﷺ نے روک رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنا ساز و سامان تیار کر کے روانگی کے لیے حکمِ خداوندی کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رختِ سفر بھی بندھا ہُوا تھا۔[۴]

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں

---

[۳] ہشامؓ اور عیاشؓ کفار کی قید میں پڑے رہے۔ جب رسُول اللہ ﷺ ہجرت فرما چکے تو آپ نے ایک روز کہا، کون ہے جو میرے لیے ہشامؓ اور عیاشؓ کو چھڑا لائے۔ ولیدؓ بن ولید نے کہا: میں آپ کے لیے ان کو لانے کا ذمہ دار ہوں۔ پھر ولیدؓ خفیہ طور پر مکہ گئے اور ایک عورت نے (جو ان دونوں کے پاس کھانا لے جا رہی تھی) اس کے پیچھے پیچھے جا کر ان کا ٹھکانا معلوم کیا۔ یہ دونوں ایک بغیر چھت کے مکان میں قید تھے۔ رات ہوئی تو حضرت ولیدؓ دیوار پھلانگ کر ان دونوں کے پاس پہنچے اور بیڑیاں کاٹ کر اپنے اُونٹ پر بٹھایا اور مدینہ بھاگ آئے۔ ابنِ ہشام ۱/۴۷۶ - ۴۷۴ - اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے بیس صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ صحیح بخاری ۱/۵۵۸

[۴] زاد المعاد ۲/۵۲

سے فرمایا: "مجھے تمہارا مقامِ ہجرت دکھلایا گیا ہے۔ یہ لاوے کی دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ایک نخلستانی علاقہ ہے۔" اس کے بعد لوگوں نے مدینے کی جانب ہجرت کی۔ عام مہاجرین حبشہ بھی مدینہ ہی آگئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سفرِ مدینہ کے لیے ساز و سامان تیار کر لیا۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "ذرا رُکے رہو کیونکہ توقع ہے مجھے بھی اجازت دے دی جائے گی۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے باپ آپؐ پر فدا کیا آپؐ کو اس کی امید ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" اسکے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ رُکے رہے۔ تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کریں۔ ان کے پاس دو اونٹنیاں تھیں۔ انھیں بھی چار ماہ تک ببول کے پتوں کا خوب چارہ کھلایا۔ [۵]

○

---

[۵] صحیح البخاری۔ باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ ۱/۵۵۳